Epistemology Vol.7 No.1 (2020) 284-301
http://epistemology.pk/

علامہ ابن حجر عسقلانی کی الاصابہ فی تمیزالصحابہ میں روایاتِ احکام کا تحقیقی جائزہ

Research Review of Allama Ibn Hajar Asqalani's *Riwayat-e- Ahkaam* in Al-Asaba Fi Tamiz Al-Sahaba

Majid Rashid[1] **Dr. Atif Aslam Rao**[2]

Abstract:

King Abdul Aziz Mohaddess Dehlavi says that the fame and popularity of Ibn Hajar's writings is the result of the prayers of Sheikh Sanaqbari. By attending the teaching circle of Hafiz Zain-ud-Din Abdul Rahim bin Hussain Iraqi, he gained such a great mastery in the art of Hadith that he was bestowed upon the title of *Hafiz-ul- Hadith* as there was no other person of this stature after him. It can, therefore, be said that he brought the knowledge of hadith to its perfection. His writings, which consist of more than one and a half hundred books, gained much appreciation in his lifetime. The Arabic book "Al-Asaba Fi Tameez Al-Sahaba" is a famous book of Ibn Hajar Asqalani on the life and contribution of the Companions. This book is quoted as a reference to decide the status of companions. It would not be wrong to call it the encyclopedia of the companions of the Holy Prophet. Apart from its status as a reference book regarding the companions this book encompasses the *Seerah* of Holy Prophet in a detailed and well composed manner. The distinction of the book is not hidden from the experts of science and research. In the book and other similar books, the life of the companions was discussed and the biography of the Prophet (peace be upon him) was also described, but another aspect that remained unexplored in these books is the virtues and commandments mentioned in it. There are also narrations about virtues. In this paper the researcher has evaluated the Hadiths related to commandments that are narrated in Alasaba Fe Tameez us Sahaba. The evaluation comprises of authenticity

---

[1] Ph.D. Scholar, University of Karachi, Karachi.

[2] Assistant professor, University of Karachi, Karachi.

of narrators and text, narrators' mutual association or disassociation and the final decree about the authenticity of a hadith in the light of all available evidences.

Key words: Al-Asaba Fi Tameez Al-Sahaba, Hadiths related to commandments, Narrators and Text, Evaluation.

ولادت اور نسب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد شہاب الدین، ابو الفضل، الکنانی، العسقلانی، المصری، الشافعی ہے- آپ ابن حجر کے لقب سے معروف ہیں اور یہ آپ کے آباء واجداد میں سے کسی کا لقب حجر تھا، اس لئے انہیں ابن حجر کہتے ہیں۔ محمد بن محمود بن احمد بن حجر عسقلانی شافعی المصری ان کی جائے پیدائش، اصل گھر اور موت قاہرہ میں ہوئی۔ ان کے چوتھے دادا کے نام میں ذرائع کے مطابق اختلاف پایا جاتا ہے، قتادہ نے محمود کا ذکر کیا ہے اور راجح قول کے مطابق ان کا نام احمد ہے۔ جس طرح کے ابن حجر کے اپنے حالات میں ہے جو انہوں نے خود لکھوائے ہیں، ان میں درج ہے اور اسی طرح امام سخاوی نے نسب مذکور کی تصدیق کی ہے اور یہی ان کے نسب میں معتبر ہے۔[3]

کبھی ان کے حالات میں ذکر کیا جاتا ہے کہ احمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد عسقلانی، ان کے ترجمہ میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ شیخ الاسلام شہاب الدین ابو الفضل ابن القاضی نور الدین جو ابن حجر المصری الشافعی کے نام سے مشہور ہیں۔[4]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رفع الاصر عن قضاۃ مصر'' مطبوعہ قاہرہ، مصر میں اپنا تذکرہ خود لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

پانچ برس کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا-نو برس کی عمر میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا- 785ھ میں یعنی بارہ سال کی عمر میں قرآن پاک تراویح میں سنانا شروع کیا- آپ کے وصی و مربی زکی الدین ابو بکر الخروبی نے جو مصر کے بڑے تاجر تھے، اسی سال حج کا ارادہ کیا تو وہ آپ کو بھی

[3] عبد الرؤوف المیناوي, الیواقیت والدرر في شرح نخبة ابن حجر, تحریر المرتضى الزین أحمد, 1 ط. (الریاض: مكتب الرشد, 1999).ص 18

[4] محمد بن أحمد بن علي الفاسي, ذیل التقیید في رواة السند والأحادیث, تحریر كمال یوسف الحوت, 1 ط. (بیروت ، لبنان: دار الكتب العلمیة, 1410).ج1، ص 35

اپنے ساتھ لے گئے- وہاں ایک سال تک حرم میں رہے، یہیں آپ نے مسند حجاز شیخ عفیف الدین عبد اللہ النشاوِری سے جو شیخ رضی الدین طبری کے آخری شاگرد تھے، بخاری کا سماع کیا اور ان سے دیگر روایات کی بھی اجازت لی-[5]

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تصنیف عُجالۂ نافعۃ کے شارح علامہ محمد عبد الحلیم چشتی نے امام السخاوی (محمد بن عبد الرحمن، المتوفی:۹۰۲ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 827ھ میں عہدۂ قضاء قبول تو کر لیا۔ لیکن تمام عمر اس پر افسوس رہا- حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ''الجواہر و الدرر'' میں لکھتے ہیں:-

" موصوف کو عہدۂ قضا قبول کرکے ندامت ہوئی کیونکہ اربابِ اقتدار، فضلاء اور غیر فضلاء میں فرق نہیں کرتے اور مَیں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ قضاء کا ملنا بھی آفتوں میں سے ہے، کیونکہ بعض ارباب نے میری ملاقات کے لیے سفر کیا اور انہیں جب یہ خبر پہنچی کہ میں منصبِ قضاء سے وابستہ ہوگیا تو وہ لوٹ گئے "-[6]

کثرت سے سفر کرنے کی وجہ سے آپ کو حافظ العصر بھی کہا جاتا ہے- امام السخاوی نے ان جگہوں کی تفصیلات بیان کی ہیں، جہاں جہاں حافظ ابن حجر العسقلانی تشریف لے کر گئے- ان کی تعداد اس دور میں پچاس ریاستوں تک پہنچ چکی تھی- آج کے اِنسان کیلئے یہ بات کہنا نہایت آسان ہے، لیکن اُس دور میں جب کہ سفری سہولتیں بھی نہ تھیں اور آرام دِہ تیز رفتار سواریاں بھی نہ تھیں، انہوں نے تحصیلِ علم و عرفان کیلئے کس قدر سفر کی تکالیف برداشت کی-

وفات

آپ نے 79 سال 3 ماہ 26 یوم کی عمر میں اتوار 8 ذوالحجہ 852 ھ بمطابق 2 فروری 1449ء کو بعد نمازِ عشاء انتقال کیا۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو سب سے پہلے بادشاہ مصر نے کندھا دیا پھر اور امراء روسا نے ہاتھوں ہاتھ اٹھا کے مدفن تک پہنچا دیا اور علم حدیث کا ایک بیش بہا خزانہ نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ زیر زمین دفن کر دیا گیا۔ اُس وقت مصر پر سلاطین برجی مملوک کی حکومت تھی۔ نمازِ جنازہ قاہرہ میں ادا کی گئی جس میں پچاس ہزار افراد شریک ہوئے۔ نمازِ جنازہ میں برجی مملوک سلطانِ مصر الظاہر سیف الدین جقمق بھی موجود تھے۔ علامہ سخاوی کا بیان ہے کہ میں نے اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہیں دیکھا، نماز جنازہ علامہ بلقینی نے پڑھائی۔[7]

---

[5] احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی ,رفع الاصر عن قضاۃ مصر) القاھرۃ: مکتبہ الخانجی, 1998.(ج1، ص 62
[6] شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد السخاوی ,الجواھر الدرر فی ترجمۃ الشیخ الاسلام ابن حجر) بیروت،لبنان: دار ابن حزم للطباعۃ والنشر و التوزیع, 1999.(ج2، ص 621
[7] السخاوی.ج3، ص 1194، 1195

تدفین

مصر کے مشہور قبرستان الصغری میں علامہ ویلی کی قبر کے سامنے اور امام شافعی و شیخ مسلم کی قبروں کے درمیان میں عمل میں آئی۔

مہارتِ علمیہ

آپ نے شیخ صدر الدین محمد بن سفطی سے قرآن مجید حفظ کیا، شہاب الدین احمد الخیوطی سے تجوید پڑھی، ابو حامد محمد مکی سے عمدۃ الاحکام حافظ عبد الغنی مقدسی کی درس لیا۔ شمس الدین محمد علی قطان سے فقہ اور حساب﴿math﴾ پڑھا اور شیخ ابو اسحاق التنوخی سے جامع ترمذی، صحیح بخاری، سنن نسائی، موطا بروایت یحیٰی بن یحییٰ، مسند دارمی، اور صحیح ابن حبان کا سماع کیا، اس طرح ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس فن کے اربابِ کمال سے اکتسابِ کمال کیا۔ 787ھ سے تصنیف و تالیف کا آغاز ہوا۔ جامع ازہر میں بھی انہیں عہدۂ خطابت پر معمور کیا گیا تھا۔ آپ نے حدیث میں ایسا کمال بہم پہنچایا تھا کہ ان کے شیوخ اور اساتذہ بھی ان کی حدیث دانی کے معترف تھے۔[8]

امام السخاوی نے ''الجواھر و الدرر'' میں آپ کی علمی مہارت کے بارے میں تفصیلات دی ہیں۔ ان میں سے چند پیشِ خدمت ہیں:-

1: تیز مہارت سے پڑھنا۔ مثلاً آپ نے ابن ماجہ کی السنن کو چالیس مجلسوں میں پڑھ لیا۔ اسی طرح صحیح مسلم کو بھی چالیس مجلسوں میں ختم فرمایا۔ صحیح بخاری اور سنن النسائی کو دس دس مجلسوں میں مکمل پڑھ لیا۔

2: تیز مہارت سے لکھنا۔ مثلاً آپ نے ابن نقطہ البغدادی کی "التقیید" کو پانچ دنوں میں لکھ لیا تھا اور "فصل الربیع فی فضل البدیع" جس کی نو جلدیں تھیں، اس کتاب کو دو دنوں میں لکھ لیا تھا۔ اگلے دن عصر کے وقت لکھ کر فارغ ہو گئے تھے۔ اس وقت میں کھانا پینا، نماز، حدیث کا درس اور سونا بھی شامل تھا۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مزید لکھتے ہیں:-

"سنن کبیر نسائی کو بھی شیخ ابن حجر نے دس مجلسوں میں شرف الدین کوبک کے روبرو پڑھا ہے۔ ہر مجلس چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی جو عرفِ ہندوستان میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے۔ معجم صغیر طبرانی کو بھی جس میں ایک ہزار پانچ سو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں، ظہر و عصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر ڈالا۔ صحیح بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس قریب چار ساعت کی﴿ظہر سے عصر

[8] السخاوی.ج1، ص 124

تک﴾ ہوتی تھی- غرض ان کے اوقات معمور تھے- کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے- تین مشغلوں میں سے ایک شغل میں ضرور مشغول رہتے تھے؛ مطالعۂ کتب یا تصنیف و تالیف یا عبادات- دمشق میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا اور اس مدت میں افادۂ عام کی غرض سے کتبِ حدیث کی سو جلدیں پڑھیں اور تصنیف و تالیف وعبادت و دیگر ضروریات کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے- ان کے علم و اوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت کہ حضرت الصنافیری رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور صاحبِ کرامات ولی تھے، برکت کی دعا کی تھی- بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی- وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ "تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہو گا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کر دے گا-[9]

الاصابہ فی تمیز الصحابہ کا اجمالی تحقیقی جائزہ

صحابہ کرامؓ کے حالات وہ واقعات پر مشتمل یہ وہ کتاب ہے جس کا ذکر تقی الدین الفاسی ﴿المتوفیٰ:۸۳۲ھ﴾ نے کیا ہے کہ یہ حافظ ابن حجر کی مکمل کتابوں میں سے ایک ہے- یعنی الفاسی کی وفات سے قبل یہ کتاب مکمل ہو چکی تھی- اصحاب رسول کے متعلق ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے جو اب اُردو میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس میں 9477 صحابہ اور 1545 صحابیات کا ذکر ہے۔

عربی ''الإصابة في تمييز الصحابة'' صحابہ کرام کے احوال پر ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب ہے۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ اہل علم کے ہاں نہایت معتبر اور اہم کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ اسے صحابہ کرام کے تذکرہ میں مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ہم اسے اصحاب رسول ﷺ کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیں تو یہ بات غلط نہ ہو گی۔ علم و تحقیق کے ماہرین پر اس کتاب کی عظمت پوشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کتاب کے تحقیقی مدارج کی تکمیل کا سب سے اہم ذریعہ الاصابه فی تمییز الصحابه ہی ہو گی۔ اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد قاری کو اس بات کا علی وجہ اتم علم ہو جائے گا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کون کب ایمان لایا، کون اصحاب رسول ﷺ میں شامل ہے اور کون نہیں، کس کا شمار صحابہ کرام کے کس طبقہ سے ہوتا ہے، کون مہاجرین میں سے ہے اور کس کا شمار انصار صحابہ کرامؓ میں سے ہوتا ہے، کون بدر کے صحابہ کرامؓ میں سے ہے اور کس نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت میں شرکت کی، کون سی برگزیدہ ہستیاں السابقون الاولون کا مصداق ہیں اور کن کے نصیب میں ہدایت دورِ نبوت کے آخری دنوں میں آئی، غرض یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس انداز کی بے شمار معلومات اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے، صاحبان تحقیق کے علاوہ تاریخ کے طالب علموں کے لئے بھی اس کتاب میں گراں قدر معلومات مہیا ہو جاتیں ہیں۔ اور ایک عام پڑھے لکھے مسلمان کے لئے بھی اس کتاب کو پڑھ لینے کے معلومات

---

[9] امام الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی, بستان المحدثین) کراچی: سعید کمپنی,1437.(ص 203

کا ایک بہت بڑا ذخیرہ مل جاتا ہے اور اس پر یہ بات مرشح ہو جائے گی کہ صحابہ کرامؓ نے کس انداز میں دین حنیف کی سربلندی اور عظمت کو قائم رکھنے کے لئے کوششیں کی اور وہ ان کی زندگی کے واقعات سے علی وجہ الکمال آگاہ ہو جائے گا، اس کتاب کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ہیں اور ان کا شمار اپنے دور کی ان ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جو محدثین اور محققین میں ایک اعلیٰ مقام کی حامل تھی۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ کے اسلوب اور اس کی تیاری میں حافظ ابن حجرؒ نے اپنی زندگی کے چالیس سال صرف کر دیئے مگر اس کی تشنگی کو کم نہ کر پائے، سیر و تراجم کی کتابوں میں اس کتاب کی حیثیت امہات الکتاب کی ہے ۔علماء ہو یا طلباء کوئی بھی اس کتاب کی ضرورت سے بے نیاز نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے سینکڑوں کتابیں تحریر کی جن میں سے مشہور فتح الباری 14 جلدوں میں، تہذیب التہذیب 12 جلدوں میں، الاصابہ فی تمیز الصحابہ 8 جلدوں میں، لسان المیزان 4 جلدوں میں اور تغلیق التعلیق 5 جلدوں میں ہیں۔ ان تمام کے باوجود تواضع اور انکساری کی یہ کیفیت ہے کہ جب اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو یوں گویا ہوئے:۔

"میری اکثر تصانیف دوسرے اہل علم کی ایک کتاب کے بھی برابر نہیں لیکن بس قلم چل گیا۔"

یہ یادرہے کہ کہ اس کتاب میں جتنے نام ہیں وہ اول سے آخر تک سارے صحابہ نہیں، بلکہ بعض غیر مسلم لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں آ گیا ہے اور نمبر شمار میں انھیں بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ خواتین سمیت کل 12300 (بارہ ہزار تین سو) افراد کا شمار ہوا ہے۔ جن میں 9477 صحابہ اور 1545 صحابیات کا ذکر ہے۔[10]

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ کی روایاتِ احکام کا تحقیقی جائزہ

ان تمام باتوں کے علاوہ ایک اہم بات جس کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے جس کی طرف ہماری توجہ مبذول نہیں ہے وہ یہ کہ اس کتاب میں مختلف احکام کے بارے میں احادیث کی ایک وافر مقدار کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، حالانکہ یہ احکام کی کتاب نہیں ہے۔ مگر ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ علامہ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب میں صحابہ کرامؓ کی پہچان کرواتے ہوئے، کسی صحابیؓ کی صحابیت ثابت کرتے ہوئے مختلف ایسی روایات کو ذکر بھی ذکر کیا جو اس صحابی سے منقول ہو، جن میں مختلف احکام کی روایات کا ذکر کیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس معیار کی ہیں، آیا انہوں نے دیگر محدثین اور اپنے اصول و قوانین کو مدنظر رکھا ہے یا نہیں، روایات کی اسناد کس درجہ کی ہیں، آیا متصل ہیں یا منقطع، نیز روایات کس معیار کی ہیں، ان کی تخریج کرکے فیصلہ کن بات تک پہنچنا ان تمام باتوں کا اس مقالہ میں ذکر کیا جائے گا۔

---

[10] علامہ ابن حجر عسقلانی ,الاصابہ فی تمیز الصحابہ (اردو) ,تحریر مولانا عامر شہزاد علوی ,1 ط.(لاہور: مکتبہ رحمانیہ,1433).ج1،ص52،53

اس مقالہ میں دو مثالوں کو تفصیلی طور پر ذکر کر باقی روایات کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائے گا، جس سے اس بات کو پرکھنا آسان ہو جائے گا کہ ان روایات کو بطور استدلال پیش کرنا اور ان سے کسی مسئلہ میں دلیل پیش کرنے کی حیثیت کیا ہو گی۔

پہلی روایت جس کا یہاں ذکر کر رہا ہوں اس کا تعلق عصر کے بعد نماز کے منع کرنے سے ہے۔

عصر کی نماز کے بعد نماز سے منع کرنے کا حکم

'' وأخرج عنه من طريق أبي عمرو الأوزاعي، حدثني يحيى بن أبي كثير، حدثني قرة بن أبي قرة، قال: رأى أبو سعد الساعدي رجلا يصلّي بعد العصر، فقال له: لا تصل، فإنّي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلّم يقول: «لا تصلّوا بعد صلاة العصر» . ''[11]

(اور ابو عمرو اوزاعی کے طریق سے تخریج کی کہ بیان کیا مجھے یحیی بن ابی کثیر نے اور بیان کیا مجھے قرۃ بن ابی قرۃ نے، اور انہوں نے کہا کہ ابو سعد الساعدی نے ایک آدمی کو عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کو کہا کہ عصر کے بعد نماز نہ پڑھو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ عصر کے بعد نماز نہ پڑھو۔)

سند کے رواۃ سے بحث

ابو عمرو الاوزاعی

مختصر تعارف

نام عبد الرحمن بن عمرو بن أبي عمرو ہے اور شامی اور دمشقی کے ساتھ تعریف کی جاتی ہے، کنیت ابو عمرو الاوزاعی ہے اور اسی سے مشہور ہیں (اپنے دور میں حدیث اور فقہ میں شام والوں کے امام شمار کیے جاتے تھے۔)

طبقہ سات یعنی تبع تابعین کے کبار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کی وفات 157 ہجری بیروت میں ہوئی اور امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داوٗد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں۔[12]

جرح وتعدیل

ابن حجرؒ نے انہیں ثقہ جلیل اور فقیہ کہا ہے۔[13]

اور امام ذہبی نے انہیں شیخ الاسلام اور حافظ فقیہ اور زاہد کے القابات سے نوازا ہے۔[14]

---

[11]أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, الإصابة في تمييز الصحابة, تحرير عادل أحمد عبد الموجود و على محمد معوض, 1 ط. (بيروت: دار الكتب العلمية, 1415).ج7، ص 145

[12]شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي ,سير أعلام النبلاء ,تحرير مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط, 3 ط. (مؤسسة الرسالة, 1405).ج7، ص 109

[13]أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني ,تقريب التهذيب ,تحرير محمد عوامة, 1 ط. (سوريا: دار الرشيد, 1406).ص347

تہذیب الکمال میں امام مزی نے کہا کہ عبد الرحمن بن عمرو بن ابی عمرو، مشہور نسبت الشامی ہے اور کنیت ابو عمرو اوزاعی ہے، حدیث وفقہ میں اہل شام کے امام ہیں، دمشق میں باب الفرادیس کے باہر اوزاع کے محلہ میں رہتے تھے پھر وہاں سے بیروت تشریف لے گئے اور وہی پر ان کا انتقال ہوا۔ [15]

اور عمرو بن علی نے عبد الرحمن بن مہدی سے کہا کہ حدیث میں چار امام ہیں:۔

الاوزعی، اور مالک اور سفیان ثوری اور حماد بن زید۔

اور کہا ابو عبید نے عبد الرحمن بن مہدی سے کہ شام میں امام اوزاعی سے زیادہ سنت کو جاننے والا کوئی ایک نہ تھا۔

اور عثمان بن سعید الدارمی نے کہا کہ میں نے یحیی بن معین سے اوزاعی کے بارے میں سوال کیا کہ زہری کے بارے میں ان کا کیا حال ہے؟ ثقہ ہیں اور جو انہوں نے زہری سے روایت کیا وہ کم نہیں ہے۔

اور ابو حاتم نے کہا امام ہے جو انہوں نے سنا اس کی پیروی کرنے والے ہیں۔

اور ابراہیم بن ابی الوزیر نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا کہ اپنے زمانے کے امام تھے۔

اور ابن مبارک نے کہا کہ اگر مجھے کہا جائے کہ میں ائمہ کا چناؤ کرو تو میں ثوری اور اوزاعی کو چنوں گا اور پھر اگر مجھے چناؤ کا کہا جائے تو میں اوزاعی کا انتخاب کروں گا۔

اور خریبی نے کہا کہ اوزاعی اپنے زمانے کے افضل ائمہ میں سے تھے۔

اور ولید بن مزید نے کہا میں کہ میں امام اوزاعی سے زیادہ جلدی کسی کو حق کی طرف رجوع کرنے والا نہیں پایا۔

اور محمد بن عجلان نے ائمہ کرام میں میں اوزاعی سے زیادہ کسی کو خیر خواہ نہیں پایا۔

اور عجلی نے کہا کہ شامی تھے اور ثقہ اور مسلمانوں کے پسندیدہ طبقہ تعلق رکھتے تھے۔

شافعی نے کہا میں امام اوازعی سے زیادہ حدیث کو سمجھنے والا نہیں پایا۔

اور فلاس نے کہا کہ اوزاعی ثبت ہیں۔

اور ابراہیم الحربی نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے اوزاعی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔ [16]

اساتذہ

آپ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد نفلی نماز کی ادائیگی سے منع فرمایا اس روایت میں عبد الرحمن بن عمرو بن أبی عمرو کے استاذ یحیی بن أبی کثیر ہیں اور مزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال میں عبد الرحمن بن عمرو بن أبی عمرو کے استادوں میں یحیی بن أبی کثیر کا ذکر کیا ہے، اس سے

[14] الذهبي ,سير أعلام النبلاء.ج7، ص 107

[15] يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج، جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي ,تهذيب الكمال في أسماء الرجال ,تحرير د. بشار عواد معروف, 1 ط. (بيروت: مؤسسة الرسالة, 1400).ج17، ص 308

[16] أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني ,تهذيب التهذيب 1 ,ط. (الهند: مطبعة دائرة المعارف النظامية, 1326).ج6، ص 239

معلوم ہوا کہ سند میں اتصال ثابت ہے۔ نیز یحیی بن أبي کثیر کی روایات امام بخاری، امام مسلم، امام ابو دووٗد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ کی کتب میں موجود ہیں۔[17]

یحییٰ بن ابی کثیر

مختصر تعارف

نام یحیی بن أبي کثیر الطائی مولاھم، ابو نصر الیمامی کنیت ہے (نام ابی کثیر صالح بن التوکل ہے اور بعض نے کہا کہ یسار ہے اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے) طبقہ نمبر 5 یعنی صغار تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، 132ھ میں وفات پائی، بعض کے نزدیک اس سے پہلے وفات ہوئی اور ان سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں۔

جرح وتعدیل

امام ابن حجر نے ثقہ اور ثبت کہا گیا ہے لیکن تدلیس وترسیل کرتے ہیں۔[18]

امام ذہبی نے انہیں امام کہا، اعلام میں سے ایک ہیں، جید علماء میں سے ہیں، ایوب نے کہا زمین کی سطح پر یحیی بن ابی کثیر جیسا کوئی باقی نہیں رہا۔[19]

علی بن المدینی نے کہا، سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے: ایوب نے کہا کہ میں زہری کے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اہل مدینہ کی حدیث جو یحیی بن ابی کثیر سے سے ہو اس سے زیادہ جانتا ہو۔

اور ابو بکر بن ابی اسود نے یحیی بن سعید القطان سے نقل کیا کہ میں نے شعبہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ یحیی بن ابی کثیر زہری سے حدیث زیادہ اچھے انداز سے جانتے ہیں۔

اور عجلی نے کہا ثقہ ہیں، اصحاب الحدیث میں سے شمار ہوتے ہیں۔

اور ابو حاتم نے کہا کہ امام ثقہ سے ہی روایت بیان کرتے ہیں۔[20]

اساتذہ

آپ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد نفلی نماز کی ادائیگی سے منع فرمایا، اس روایت میں یحیی بن أبي کثیر کے استاد قرۃ بن أبي قرۃ ہیں، اور امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں قرۃ بن ابی قرۃ سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن ابی کثیر کا ذکر کرتے ہیں جس سے سند کا اتصال ثابت ہوتا ہے۔[21]

---

[17] المزي, تهذيب الكمال في أسماء الرجال.، ج34، ص 131

[18] العسقلاني, تهذيب التهذيب.ج11، ص 269

[19] الذهبي, سير أعلام النبلاء.ج6، ص27

[20] أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي, التَّكْميل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل, تحرير د. شادي بن محمد بن سالم آل نعمان, 1 ط. (اليمن: مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة, 1432.(، ج2، ص 268، 269

[21] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري, التاريخ الكبير) حيدر آباد - الدكن: دائرة المعارف العثمانية, د.ت.(ج7، ص 182

شاگرد

امام مزی نے تہذیب الکمال میں یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا ذکر کیا اور ان میں عبد الحرمن بن عمرو الاوزاعی کا بھی ذکر کیا جس سے سند کا اتصال ثابت ہوتا ہے، نیز عبد الرحمن بن عمرو الازاعی کی روایت کا ذکر الجامع الصحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داوٗد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں بھی ملتا ہے۔ [22]

قرۃ بن ابی قرۃ

مختصر تعارف

قرۃ بن ابی قرۃ نام ہے اور ابن ابی قرۃ کنیت مشہور ہے

جرح وتعدیل:

یحیی بن ابی کثیر ان سے روایت کرتے ہیں، پہچانے نہیں جاتے۔

ابن المدینی نے کہا کہ مجھول ہیں۔

ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ [23]

اساتذہ

التاریخ الکبیر میں اس بات کی تصریح ہے کہ قرۃ بن ابی قرۃ نے ابو اسید الساعدی سے سماع کیا ہے نہ کہ ابو اسد الساعدی سے، اس سے روایت کا اتصال ثابت نہیں ہوتا ہے۔ [24]

شاگرد

"الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة" میں قرۃ بن ابی قرۃ سے سماع کرنے والوں میں یحیی بن اَبی کثیر کا ذکر جس سے سند کا اتصال واضح ہوتا ہے۔ [25]

أبو سعد الساعدي

مختصر تعارف

نام ابو سعد الساعدی ہے، طبقہ خامس جو صغار تابعین کا ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں، امام ابن ماجہ ان سے روایت لیتے ہیں۔

جرح وتعدیل

امام ابن حجرؒ نے انہیں مجھول کہا ہے، امام ذہبی نے بھی مجھول کہا ہے۔

---

[22] المزي, تهذيب الكمال في أسماء الرجال.ج34، ص 131

[23] أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني ,لسان الميزان ,تحرير عبد الفتاح أبو غدة, 1 ط. (دار البشائر الإسلامية, 2002).ج6، ص 393

[24] البخاري ,التاريخ الكبير.ج7، ص 182

[25] أبو الفداء زين الدين قاسم بن قُطْلُوْبَغَا السُّوْدُوْنِي ,الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة ,تحرير شادي بن محمد بن سالم آل نعمان, 1 ط. (اليمن: مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة صنعاء, 1432).ج8، ص 36

ابوزرعہ اور ابو حاتم نے مجہول کہا ہے۔

ابو حاتم نے بھی اضافہ کیا ہے کہ ان سے رواد بن الجراح کے علاوہ کوئی اور راوی ان سے روایت نہیں کرتا۔

حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا کہ دار قطنی کہتے ہیں کہ ان کی روایت مجہول ہے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔[26]

اساتذہ

تہذیب الکمال میں میں ابو سعد الساعدی کے اساتذہ کرام میں حضرت انس بن مالکؓ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔[27]

شاگرد

التاریخ الکبیر میں اس بات کی تصریح ہے کہ ابو اسید الساعدی سے قرۃ بن ابی قرۃ کا سماع ثابت ہے لیکن ابو سعد الساعدی سے سماع ثابت نہیں ہے، بلکہ رواد بن الجراح العسقلانی سے سماع ثابت ہے لیکن اس سے روایت کا اتصال ثابت نہیں ہوتا ہے۔[28]

نوٹ: امام طبرانی نے المعجم الطبرانی میں اسی روایت کے مفہوم کی روایت یعنی عصر کی نماز کے بعد نماز نہیں ہے ابو اسید سے نقل کی ہے:۔

’’ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَا: ثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ قُرَّةَ بْنَ أَبِي قُرَّةَ، حَدَّثَنَا أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ» ‘‘[29]

اس سے معلوم ہوا کہ روایت درست ہے کیونکہ اس کی تائید دوسری سند سے ہو رہی ہے اور اس روایت کو بطور شاہد بھی پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں رواۃ کی تبدیلی ہے، لیکن صرف جہاں ابو سعد سے روایت ہے ان پر بھی جرح ہے اور ان سے سماع ثابت نہیں ہے۔

لیکن یہ بھی ممکن ہو کہ اصل الاصابہ میں بھی اسید ہی ہو لیکن کاتب کی غلطی سے اسید سے اسد بن گیا اور انقطاع محسوس ہو رہا ہے اور اگر اسید مان لیا جائے تو ساری جرح ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اسید سے قرۃ بن ابی قرۃ کا سماع ثابت ہے تو سند میں اتصال باقی رہے گا۔

تخریج روایت

یہ روایت مختلف محدثین نے الفاظ کی تبدیلی اور سند کی بھی تبدیلی کے ساتھ ذکر کی ہے جن میں میں چند ایک کے حوالے درج ذیل ہیں:

صحیح ابن خزیمہ میں روایت کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا:

’’ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، فِيهِمْ عُمَرُ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: "لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ"، وَنَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ النَّحْرِ. ‘‘[30]

---

[26] العسقلاني ,تهذيب التهذيب.ج12، ص 106
[27] المزي ,تهذيب الكمال في أسماء الرجال.ج33، ص 346
[28] البخاري ,التاريخ الكبير.ج7، ص 182
[29] سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني ,المعجم الكبير ,تحرير حمدي بن عبد المجيد السلفي, 1 ط. (القاہرہ: مكتبة ابن تيمية, 1415).ج19، ص 268
[30] أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمي النيسابوري ,صحيحُ ابن خُزَيمة ,تحرير الدكتور محمد مصطفى الأعظمي, 2 ط. (المكتب الإسلامي, 1424).ج2، ص 1027

Epistemology Vol.7 No.1 (2020) 284-301
http://epistemology.pk/

یہ روایت الاصابہ کی روایت کے لئے بطور شاہد بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ کیونکہ اس میں سند بھی اور ہے اور روایت بھی زیادہ واضح الفاظ میں موجود ہے۔

سنن ابی داؤد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے:

'' حدثنا مسلمُ بنُ إبراهيم، حدثنا أبانُ، حدثنا قتادةُ، عن أبي العالية عن ابن عباس قال: شهد عندي رجالٌ مرضيُّون، فيهم عُمَرُ بن الخطاب، وأرضاهم عندي عُمَرُ، أن نبي الله - صلَّى الله عليه وسلم - قال: "لا صلاةَ بَعدَ صلاةِ الصبح حتى تَطلُعَ الشمسُ، ولا صلاةَ بَعدَ صلاةِ العصرِ حتى تَغرُبَ الشمسُ" . ''[31]

یہ سند بھی الاصابہ کی روایت کے لئے بطور شاہد پیش کی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں سند کے رواۃ تبدیل ہیں اور متن کا مفہوم وہی ہے کہ عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نماز نہیں ہے۔

مسند احمد میں یہ مضمون ایک اور روایت میں ان الفاظ اور ایک اور سند سے ذکر کیا گیا ہے، جو اس روایت کے لئے بطور مؤید و شاہد پیش کی جا سکتا ہے اس روایت کے الفاظ کچھ یوں ذکر کیے گئے ہیں:

'' حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَابْنُ بَكْرٍ، قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَاضٍ، وَعَطَاءِ بْنِ بُخْتٍ، كِلَاهُمَا يُخْبِرُ عُمَرَ بْنَ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا سَمِعَاهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى اللَّيْلِ» ''[32]

الاصابہ سے ملتی جلتی سند کے ساتھ مسند للشاشی میں روایت یوں ہے:

'' حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ، نا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ أَبِي قُرَّةَ، قَالَ: رَأَى أَبُو سُوَيْدٍ، أَوْ أَبُو سَعِيدٍ، أَوْ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ أَبُو يَحْيَى أَنَا أَشُكُّ رَجُلا يُصَلِّي بَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ، فَقَالَ لَهُ لا تُصَلِّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لا صَلاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ ؚ''[33]

عصر کے بعد نماز نہ پڑھنے کے بارے میں روایات کا مجموعی موازنہ

اس روایت کی سند پر مجموعی حکم صحیح لغیرہ کا لگایا گیا ہے اس لئے کہ اس طرح کے متن میں اسانید کی کل تعداد 860 ہے جن میں 35 فیصد یعنی 300 اسناد صحیح ہیں اور 32 فیصد یعنی 277 اسناد حسن ہیں، 27 فیصد یعنی 231 اسناد ضعیف ہیں، 4 فیصد یعنی 34 اسناد شدید ضعیف ہیں، 1.5 فیصد یعنی 13 اسناد متہم بالوضع ہیں، 5. فیصد یعنی 4 اسناد موضوع ہیں۔ اس روایت کے 649 شواہد ہیں۔

سفر و حضر میں موزوں پر مسح کی مدت کا بیان

---

[31] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني ,سنن أبي داود ,تحرير شعَيب الأرنؤوط و محَمَّد كامِل قره بللي, 1 ط. (دار الرسالة العالمية الطبعة, 1430).ج2، ص 454

[32] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني ,مسند الإمام أحمد بن حنبل ,تحرير شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد, 1 ط. (مؤسسة الرسالة, 1421).ج18، ص 397

[33] أبو سعيد الهيثم بن كليب بن سريج بن معقل الشاشي البِنْكَثي ,المسند للشاشي ,تحرير محفوظ الرحمن زين الله, 1 ط. (المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم, 1410). ج3، ص 396

'' قال عبد الرّحمن: وحدثني عمرو بن ميمون بن مهران، عن أبيه، عن جدّه- أنّ أصحاب النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم كانوا في سفرهم مع النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم يمسحون على الخفّين ثلاثة أيام، وإذا أقاموا في أهلهم مسحوا حتى يصلّوا العشاء. ''[34]

(کہاعبد الرحمن سوار نے اور بیان کیا مجھے عمرو بن میمون بن مہران، اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے کہ بے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام ایک دفعہ سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو وہ موزوں پر مسح تین دن کرتے تھے اور جب اپنے گھروں میں مقیم ہوتے تھے توعشاء کی نماز پڑھنے تک مسح کرتے تھے یعنی ایک دن کرتے تھے۔)

سند کے رواۃ سے بحث

عبد الرحمٰن

مختصر تعارف

عبد الرحمن بن سوار نام ہے اور شہرت عبد الرحمن بن سوار الھلالی سے ہے، نسبت الہلالی ہے، مجہول الحال ہیں، آٹھویں طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جرح وتعدیل

ابو حاتم بن حبان البستی نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے جو خصیر بن الاسود کے تلامیذ میں سے ہیں۔[35]

تہذیب الکمال میں عمرو بن میمون بن مہران کے تلامذہ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔[36]

اساتذہ

آپ کے اساتذہ میں سے عمرو بن میمون بن مہران ہیں جس سے سند کا اتصال ثابت ہوتا ہے۔[37]

شاگرد

ان کے شاگردوں میں سے سلیمان بن عبد الرحمن التیمی الدمشقی ہیں جن سے 593 روایات مروی ہیں، چار روایات ان سے نقل کرتے ہیں
۔

عمرو بن میمون بن مھران الجزری

مختصر تعارف

---

[34] العسقلاني ,الإصابة في تمييز الصحابة.ج6، ص 183

[35] محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي ,الثقات 1 ,ط. (حيدر آباد ، الدكن الهند: دائرة المعارف العثمانية, 1393).ج4، ص 213

[36] المزي ,تهذيب الكمال في أسماء الرجال.ج22، ص255

[37] المزي.ج22، ص 255

نام عمرو بن میمون بن مہران ہے، شہرت عمرو بن میمون الجزری سے ہے، ابو عبد اللہ کنیت ہے، عبد الاعلی بن میمون بن مہران کے بھائی ہیں، نسبت الجزری اور الرقی ہے، رتبہ ثقہ راوی ہیں، چھٹے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان سے 27 روایات منقول ہیں، کوفہ سن 147 میں انتقال ہوا ہے۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے ان کی روایات کو ذکر کیا ہے۔[38]

جرح وتعدیل

امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ وہ پرہیزگاری اور سنت کی پابندی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔[39]

اور اسحاق بن منصور اور عثمان بن سعید الدارمی نے یحیی بن معین سے نقل کر کے کہا کہ وہ ثقہ تھے۔

عبد الرحمن بن یوسف بن خراش نے کہا کہ وہ مخلص شیخ تھے۔

اور محمد بن سعد نے کہا کہ ان شاء اللہ وہ ثقہ تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں بھی ذکر کیا کہ ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے اور امام نسائی اور ابن نمیر وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔[40]

اساتذہ

تہذیب الکمال میں میمون بن مہران کو ان کے استادوں میں ذکر کیا گیا ہے، جو ان کے والد بھی ہیں اس سے سند کا اتصال ثابت ہوتا ہے۔[41]

شاگرد

ان کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد عبد الرحمن بن سوار الھلالی بھی ہیں، جس سے سند کا اتصال مرشح ہو رہا ہے۔[42]

میمون بن مہران

مختصر تعارف

میمون بن مہران الجزری نام ہے اور کنیت ابو ایوب الرقی ہے

جرح وتعدیل

عجلی نے کہا جزری تابعی ثقہ ہیں۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ہم کو عباس بن ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو مسہر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھے سعید بن عبد العزیز نے بیان کیا اور کہا کہ ہشام کے زمانے میں بڑے بڑے علماء کرام چار تھے، پھر سلیمان بن موسی نے کہا کہ اگر زہری کی طرف سے اہل حجاز کا علم آئے تو ہم اسے قبول کریں گے اور اگر اہل الشام کا علم ہمیں مکحول کی طرف سے آئے تو قبول کریں گے اور اساتذہ جزیرہ کا

---

[38] المزي.ج22، ص 255، 256
[39] الذهبي, سير أعلام النبلاء.ج6، ص 347
[40] العسقلاني, تهذيب التهذيب.ج8، ص 109
[41] المزي, تهذيب الكمال في أسماء الرجال.ج22، ص 255
[42] المزي.ج22، ص 255

علم ہمیں میمون بن مہران کی طرف سے آئے تو اسے قبول کریں گے اور اگر اہل عراق کا علم ہمیں حسن کی طرف سے آئے تو اسے قبول کریں گے۔[43]

ابو حاتم نے کہا کہ وہ میمون بن مہران ان میں سے نہیں ہیں جنہوں نے کتاب کو پڑھا ہو، لہذا معلل الحدیث ہیں۔[44]

اساتذہ

ان کے استاد مہران جو ان کے والد بھی ہیں جس سے اس سند کا اتصال پختہ ہو جاتا ہے۔

شاگرد

ان کے شاگرد ان ہی کے بیٹے ہیں جو ان سے مسح والی روایت نقل کر رہے ہے جو اتصال کے لئے کافی ہے۔

مہران

مختصر تعارف

نام مہران ہے اور کنیت ابو صفوان ہے اور نسبت کوفی ہے، وسطی تابعین کا جو چوتھا طبقہ ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں، امام ابو داؤد ان سے روایت لیتے ہیں۔

جرح وتعدیل

امام ابن حجر نے مجہول کہا ہے۔[45]

امام ذہبی نے کہا کہ ان کا حال مجہول ہے۔

تہذیب الکمال میں امام مزی نے ان پر بارے میں جرح وتعدیل کے بارے میں چند اقوال نقل کیے ہیں:۔

ابن حبان نے الثقات کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام داؤد نے ان لئے روایت کیا کہ ہمارے لئے ان کی یہ حدیث علو کے ساتھ واقع ہوئی ہے۔

'' أخبرنا بِهِ أَبُو الْفَرَجِ بْنُ قُدَامَةَ، وأبو الحسن بْن البخاري، وأبو الغنائم بْن علان، وأحمد بْن شيبان، قَالُوا: أخبرنا حنبل، قَالَ: أَخْبَرَنَا أبو القاسم بْن الحصين، قال: أَخْبَرَنَا أَبُو علي بْن المذهب، قال: أَخْبَرَنَا أبو بكر القَطِيعِيّ، قال : حَدَّثَنَا عبد الله بْن أَحْمَدَ، قال: حَدَّثني أبي قال: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرو الْفُقَيْمِيُّ، عَنْ مِهْرَانَ أَبِي صَفْوَانَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قال قال رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. ''[46]

---

[43] يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي أبو يوسف, المعرفة والتاريخ ,تحرير أكرم ضياء العمري, 2 ط. (بيروت: مؤسسة الرسالة, 1401).ج2، ص 410

[44] السيد أبو المعاطي النّوري وآخ.,الجامع في الجرح والتعديل 1 ,ط. (بيروت - لبنان: عالم الكتب, 1412).ج3، ص 193

[45] العسقلاني, تقريب التهذيب.ص549

[46] المزي ,تهذيب الكمال في أسماء الرجال.ج28، ص 600

Epistemology Vol.7 No.1 (2020) 284-301
http://epistemology.pk/

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بیان کیا اور حاکم نے کہا جب انہوں نے مستدرک میں اپنی حدیث کی تخریج کی تو وہ جرح کے ساتھ نہیں پہچانے جاتے۔[47]

اساتذہ

تہذیب الکمال میں امام مزی نے ان کے اساتذہ میں عبد اللہ بن عباسؓ کا ذکر کیا۔ اس سے ان کی صحابہ کرامؓ سے ملاقات ثابت ہو گئی جس سے سند اتصال معلوم ہوتا ہے۔

شاگرد

الاصابہ میں ذکر کردہ روایت جو موزوں پر مسح کی مدت کے حوالے سے ہیں، یہاں ان سے شاگرد انہیں کے بیٹے میمون ہیں، جو سند کے اتصال کے لئے کافی ہے۔

تخریج روایت

یہ روایت مختلف محدثین نے الفاظ کی تبدیلی اور سند کی بھی تبدیلی کے ساتھ ذکر کی ہے جس میں چند ایک کے حوالے درج ذیل ہیں:

السنن الکبیر میں مسح کی مدت کے بارے میں روایت یوں بیان کی گئی:

'' أخبرَنا عليُّ بنُ محمدٍ المُقرِئُ، أخبرَنا الحسنُ بنُ محمدِ بنِ إسحاقَ، حدثنا يوسُفُ بنُ يَعقوبَ، حدثنا محمدُ بنُ أبى بكرٍ، حدثنا عُمَرُ بنُ رُدَيحٍ، حدثنا عَطاءُ بنُ أبي مَيمونَةَ، عن أبي بُردَةَ، عن المُغيرَةِ بنِ شُعبَةَ قال: غَزَوْنا مَعَ رسولِ اللَّهِ - ﷺ - فأمَرَنا بالمَسحِ على الخُفَّينِ ثَلاثَةَ أيّامٍ ولَياليَها لِلمُسافِرِ، ويَومًا ولَيلَةً لِلمُقيمِ ما لم يَخلَعْ [أو يُخْلَعْ] . تَفَرَّدَ به عُمَرُ بنُ رُدَيحٍ ولَيسَ بالقَوِيِّ . ''[48]

صحیح ابن حبان میں ایک اور سند سے مسح کی مدت کو یوں بیان کیا گیا:

'' أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْغَزَّالُ، بِالْبَصْرَةِ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: «رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْحَاضِرِ». ''[49]

المعجم الکبیر میں بھی یہ روایت جس میں مسح کی مدت کا بیان ہے ایک اور سند اور متن کی کچھ تبدیلی اور مفہوم ایک ہی ہے:

'' حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا حَجَّاجٌ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «يَمْسَحُ الْمُسَافِرُ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَالْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً» ''[50]

عصر کے بعد نماز نہ پڑھنے کے بارے میں روایات کا مجموعی موازنہ

---

[47] العسقلاني ,تهذيب التهذيب.ج10، ص 328

[48] أبو بكر أحمد بن الحُسَين بن عليٍّ البيهقي ,السنن الكبير ,تحرير الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي, 1 ط. (مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية, 1432).ج2، ص 355

[49] محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي ,صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ,تحرير شعيب الأرنؤوط, 2 ط. (بيروت: مؤسسة الرسالة, 1414).ج4، ص 151

[50] الطبراني ,المعجم الكبير.ج9، ص 252

اس روایت کی سند پر مجموعی حکم صحیح کا لگایا گیا ہے، اس لئے کہ اس طرح کے متن میں اسانید کی کل تعداد 845 ہے جن میں 13.1 فیصد یعنی 111 اسناد صحیح ہیں اور 49.5 فیصد یعنی 418 اسناد حسن ہیں، 26.3 فیصد یعنی 222 اسناد ضعیف ہیں، 6.9 فیصد یعنی 58 اسناد شدید ضعیف ہیں، 2.6 فیصد یعنی 22 اسناد متہم بالوضع ہیں، 1.7 فیصد یعنی 14 اسناد موضوع ہیں۔ ان تمام اسناد کو ملا لینے کے بعد نتیجہ نکالا جائے تو اس روایت کے مت پر صحیح کا حکم لگایا جائے، نیز مختلف روایات ہے جن میں موزوں پر مسح کی مدت کا بیان ہے جن کی تعداد 154 تک ہے اور اس روایت کے 395 شواہد ہیں۔

خلاصہ اور تجزیہ

اب میرے نزدیک ابن حجرؒ کی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں موجود روایات احکام کے کے تفصیلی مطالعہ کے بعد اور پھر ان کے تحقیقی جائزہ کے بعد (جس میں روایات کے رواۃ سے بحث کی گئی اور متن کی تخریج کر کے مکتبہ جوامع القلم کی روشنی میں اعداد کی صورت میں حکم لگانے کے بعد جس طرح کے دو روایات کو مثال کے طور پر تفصیلی طور پر بیان کیا گیا) یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باوجود اس کے کہ ابن حجرؒ کی یہ کتاب احکامات، فضائل یا روایات سیرت کے لئے نہیں لکھیں گئی، بلکہ صحابہ کرامؓ کی صحابیت ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ابن حجرؒ جب روایات احکام کو ذکر کرتے ہیں تو ان کی صحت اور حسن پر نظر مرکوز رکھتے تھے۔ اس لئے جو روایات بھی احکام سے متعلقہ اس کتاب میں مجھے ملی ہیں، ان میں زیادہ تر روایات پر اجماعی حکم صحت یا حسن ہی کا لگایا گیا ہے۔ اس لئے ہم ان روایات کو مختلف مسائل میں بطور دلیل بھی پیش کر سکتے ہیں اور ان پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔ نیز ہمیں کسی تذبذب کا شکار نہیں ہونا چاہیے کہ یہ محض صحابہ کرامؓ کے صرف حالات کی کتاب ہے، اس سے ہمیں فضائل واحکام میں دلیل نہیں لینی چاہیے بلکہ بوقت ضرورت اس سے بھی استفادہ کیا جاسکتے ہے اور بطور دلیل احکام وفضائل بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس سعی کو قبول شرفیت نصیب کرے اور مزید اس طرح کی کتب پر تحقیقی کام کرنے کی توفیق بخشے۔